International Research Journal of Religious Studies, Vol.:4, Issue: 01,Jan-June, 2024PP: 264-274

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

حکیم محمد سعید کے سفر ناموں میں تہذیب و معاشرت کی عکاسی

REFLECTION OF CULTURE AND SOCIETY IN THE TRAVELOGUES OF HAKIM MUHAMMAD SAEED

Dr. Qamar Abbas
Associate Professor, Department of Urdu, Govt. Graduate College, Bhakkar.
Email: itinformations@gmail.com

Dua Qamar
M.Phil Scholar, Department of Urdu, Qurtuba University , Dera Ismail Khan.
Email: duaqamarbkr@gmail.com

Abstract

Hakim Muhammad Saeed authored numerous travelogues in the Urdu language. He was a renowned intellectual, writer, and expert physician. His professional commitments required him to travel extensively around the world, attending various conferences and dealing with other matters. Among the countries he visited were Russia, Japan, the United Kingdom, the United States, Switzerland, Norway, China, Egypt, Saudi Arabia, Oman, Germany, Korea, France, and numerous others. During his travels, Hakim Muhammad Saeed meticulously gathered information on the political, historical, social, cultural, educational, medical, geographical, and administrative aspects of each country. He incorporated these observations into his travelogues, providing a comprehensive view of each place. Particularly, he focused on documenting the lifestyle, culture, and civilization of the regions he visited. His travelogues are esteemed as valuable social documents of the various regions, offering deep insights into the cultural and societal frameworks of the places he explored. Through his detailed accounts, readers gain an understanding of the diverse cultural landscapes and societal structures of the countries he visited.

***KeyWords**: Hakim Muhammad Saeed, Urdu Safarnama, Urdu Travelogue, Urdu Adab, Travelogue, Literature, Culture.*

موضوع کا تعارف:

حکیم محمد سعید ایک اہم پاکستانی دانشور، ادیب اور علمی شخصیت تھے۔ اُن کا بنیادی پیشہ طب تھا جس میں انہوں نے اپنی تحقیقی اور علمی صلاحیتوں کے ذریعے بلند مقام حاصل کیا۔ ان کی صلاحیتوں کو عالمی سطح پر مانا گیا اور اس حوالے سے دنیا بھر کے ملکوں سے اُن کو دعوت نامے ملتے، جہاں پر وہ علمی و تحقیقی کانفرنسوں میں شرکت کرتے اور پاکستان کی بہترین نمائندگی کا حق ادا کرتے۔ شعبہ طب کے ساتھ ساتھ علم و ادب سے بھی انہیں خاص شغف حاصل تھا۔ ان کی تحریریں اپنے اندر بہترین ادبی خصوصیات رکھتی ہیں۔ اُن کا علمی و ادبی ذخیرہ بہت وسیع ہے۔ بے شمار مضامین اُن کے تحریری سرمائے کا حصہ ہیں۔ مختلف موضوعات پر انہوں نے درجنوں کتب لکھیں۔ ان کتب میں ایک بہت بڑی تعداد سفر ناموں کی ہے۔ انہیں اکثر سفر درپیش رہتا اور اپنے سفر کی روداد کو وہ ڈائری کے انداز میں محفوظ کرتے چلے جاتے۔ بعد میں اِس کو ایک سفر نامے کا روپ دے دیتے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں وہ پہنچے اور اپنے سفری تجربات کو قلمبند کیا۔ اُن کا یہ تحریری سرمایہ قارئین کو دنیا بھر کے ممالک کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کرتا ہے۔ وہ جس ملک میں بھی جاتے وہاں کے طرزِ زندگی، نظامِ حکومت، سیاست، تعلیم، تفریحی سہولیات، تاریخی پس منظر، علمی و ادبی صورت حال، الغرض ہر پہلو کا جائزہ لیتے اور ان معلومات کو اپنے سفر ناموں کا حصہ بناتے۔ خالد محمود ان کی سفر نامہ نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حکیم محمد سعید ایک وسیع النظر اور وسیع القلب انسان ہیں، وہ کوئی بھی کام صرف اپنی مقصد براری کے لیے نہیں کرتے، بنی نوعِ انسان خصوصاً ملتِ اسلامیہ کے مفادات ہمیشہ ان کے پیشِ نظر رہتے ہیں۔ اس خیال سے انہوں نے ایک روایتی سفر نامہ نگار کے انداز میں اپنے قاری کے سامنے معلومات کے خزانے کھول دیے ہیں۔ وہ سفر ناموں کو مفید عام بنانے کے لیے معلومات حاصل کرتے ہیں اور مفید معلومات حاصل کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے۔"(1)

حکیم محمد سعید نے خاص طور پر زیرِ سفر علاقوں کے طرزِ زندگی، تہذیب و معاشرت اور نظامِ حکومت کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ ہر علاقے کے لوگوں کا رہن سہن مختلف ہوتا ہے اور لوگوں کی زندگی پر وہاں کی روایات کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔ اسی چیز کی جھلکیاں اُن کے سفر ناموں میں جابجا ملتی ہیں۔ حکیم محمد سعید کا اسلوبِ بیان انتہائی سادہ ہے اور معلوماتی انداز میں وہ اپنے واقعاتِ سفر اور علاقائی صورت حال کو بیان کرتے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے اُن کے اہم سفر نامے یہ ہیں: "ایک مسافر چار ملک"، "جرمنی نامہ"، "سعید سیاح عمان میں"، "سوئزر لینڈ میں میرے چند شب و روز"، "شب و روز"، "کوریا کہانی"، "ماہِ سعید"، "ماہ و روز"، "یورپ نامہ"۔

اپنے سفر نامے "ایک مسافر چار ملک" میں وہ آسٹریلیا، فرانس، سوئٹزر لینڈ اور انگلستان کے حالاتِ سفر کو بیان کرتے ہیں۔ اس سفر نامے کا زمانہ سفر 1979 اور 1980 ہے۔ اس سفر کے دوران میں انہوں نے "ایشیائی قدیم طب

عالمی کانفرنس" میں شرکت کی، علمی مقالات پڑھے اور اہلِ علم سے ملاقاتیں کیں۔ یہاں پر انہوں نے زیرِ سفر علاقوں کی علمی ترقی کو بیان کیا ہے۔

کسی بھی قوم کی زندگی میں وہاں کی تعلیمی کیفیت کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ تعلیم و تربیت ہی کسی قوم کو ترقی کی منزلوں کی طرف لے جاتی ہے۔ حکیم محمد سعید جس ملک میں بھی گئے وہاں کے تعلیمی نظام کا ضرور جائزہ لیا۔ اس کا مقصد ایک تو یہ تھا کہ تعلیمی کیفیت سے وہ اس ملک کی حالت کا اندازہ لگانا چاہتے تھے، دوسرا یہ کہ وہ ایک محبِ وطن کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، اُن کا مقصد ہمیشہ رہا کہ وہ دوسرے ملکوں کی ترقی کی وجوہات جان کر اپنے ملک کی حالت سدھارنے کے لیے لائحہ عمل ترتیب دے سکیں۔ چنانچہ تعلیمی نظام کو انہوں نے ہمیشہ اولیت دی اور اکثر مقامات پر وہ وہاں کے تعلیمی نظام کا اپنے ملک کی تعلیمی حالت سے موازنہ کرتے نظر آتے ہیں۔ آسٹریلیا کے سفر کے دوران میں انہوں نے یہ جانا کہ وہاں کی حکومت کے کارندے زبردستی لوگوں کو تعلیم گاہوں میں لے جاتے ہیں جبکہ اپنے ملک میں بچوں کے تعلیمی اداروں میں داخلے کے لیے گنجائش ہی نہیں۔

"میرے وطن میں بچے محلوں، گلیوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں اور آسٹریلیا میں بچے پکڑ پکڑ کر تعلیم گاہوں میں لے جائے جا رہے ہیں۔ میرے وطن میں محرومی تعلیم نے آزادی فکر اور سیاسی آزادی کے شدید مسائل پیدا کیے ہیں۔"(2)

حکیم محمد سعید نے اکثر اقوام کے ذہنی و مذہبی رجحانات کا موازنہ کیا ہے۔ اُن کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ جس ملک میں جاتے ہیں نہ صرف اس ملک کی روایات اور مذہبی اقدار کا ذکر کرتے ہیں بلکہ اس حوالے سے دیگر اقوام کی کیفیات کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ خاص طور پر کھانے پینے کے حوالے سے وہ مقامی تہذیب اور دیگر اقوام کے رویوں کو ضرور زیرِ بحث لاتے ہیں۔ وہ جہاں بھی گئے انہیں حلال کھانے کا مسئلہ درپیش رہا۔ اس پہلو پر انہوں نے غور کیا اور مختلف اقوام کے رویوں کا تجزیہ اپنے سفر نامے میں پیش کیا۔

"یہ دور ایسا ہے کہ ہندو بڑے اطمینان سے مسلمان کھانا کھالیتا ہے اور مسلمان خود ہندو کھانا کھاتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ اس کو تو گوشت چاہیے۔ حرام حلال کی اسے اب کوئی تمیز نہیں رہی۔"(3)

مصنف نے آسٹریلیا کے نظامِ تعلیم کو خصوصی توجہ کا مرکز بنایا۔ کنبرا میں واقع اوسٹریلین نیشنل یونیورسٹی کے دورے پر انہوں نے یہاں کے نظام اور تدریسی سہولیات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ یونیورسٹی متعدد عمارتوں پر مشتمل ہے جن میں مختلف شعبے قائم کیے گئے ہیں۔ اس میں وسیع و عریض کتب خانے، عجائب گھر اور نباتات اور حیوانات کے شعبے موجود ہیں جہاں طلبہ وطالبات کو عملی تجربات اور مشاہدات حاصل ہوتے ہیں۔ سائنسی تحقیقات کے لیے اعلیٰ درجے کی لیبارٹریز قائم کی گئی ہیں۔ اس میں جملہ علوم و فنون کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام

موجود ہے۔ جگہ جگہ بت سازوں نے مجسمے بنا رکھے ہیں جو نہ صرف یونیورسٹی کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ اس قوم کی، ذہنیت، سوچ اور عقائد کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔

"اسی عمارت کے ایک کمرے میں سرسوتی دیوی کا کانسی کا مجسمہ ایک شاندار مرمریں پلیٹ فارم پر براجمان ہے۔ انڈونیشیا کے ضمنیاتی تصورات کے مطابق فنون کی یہ دیوی یونیورسٹی کے لیے بابرکت سمجھی گئی ہے۔ یہ حکومتِ انڈونیشیا کا تحفہ ہے جو ایک خاص تقریب میں یونیورسٹی کو پیش کیا گیا تھا۔"(4)

"جرمنی نامہ" ان کا ایک ایسا سفر نامہ ہے جس کو انہوں نے "ایک زندہ و تابندہ ملک کے سفر کی داستان" قرار دیا ہے اور یہ عبارت اس کے سرورق پر درج کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے جرمنی کی زندگی کو خصوصی طور پر انہوں نے اس سفر نامے کا موضوع بنایا ہے۔ اس سفر کا آغاز انہوں نے ستمبر 1956 میں کیا۔ اُن کے شریکِ سفر اُن کے بھائی عبدالحمید تھے۔ یہ سفر مطالعہ طب کی غرض سے کیا گیا۔ اس سفر نامے میں جرمنی کی تاریخ، تہذیب، طرزِ زندگی، روزمرہ نظام، مختلف علاقوں اور خاص طور پر طبی اداروں کے بارے میں معلومات درج کی گئی ہیں۔ یہاں کے تاریخی اداروں کی سیر کرتے ہوئے اس قوم کا تاریخی پس منظر بھی بیان کرتے جاتے ہیں۔

جرمن قوم ضرورت سے زیادہ سوچ کر کام کرنے کی عادی ہے۔ یہ لوگ حد سے زیادہ باقاعدگی پسند شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ایک نظم وضبط اور سلیقہ ہے۔ وہ ہر ایک سے انتہائی عزت اور تکریم کے ساتھ ملتے ہیں، عمدہ لباس پہنتے ہیں، خوش خوراک ہیں۔

"آپ کروڑ پتی ہوں یا قلاش، آپ کا لباس عمدہ اور صاف ستھرا رہے گا۔ فرانسیسیوں کی طرح نہیں جو لذیذ خوراک کھانے اور بہترین شراب پینے پر بہت رقم ضائع کر دیتے ہیں اور اچھے لباس کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ جرمن وہ ہے جو بھوکا سونا اور بھوکا اُٹھنا گوارا کرلے گا لیکن لباس کی نفاست میں فرق نہ آنے دے گا۔ یہ اس قوم کا کردار ہے جو ایسے فقیر کو بھیک نہیں دیتی جس کا لباس درست نہ ہو۔"(5)

بویریا جرمنی کا صوبہ ہے جس کی سرحدیں چیکوسلوواکیہ اور آسٹریا سے ملتی ہیں۔ یہاں پر قبائلی لوگ آباد ہیں۔ یہ سرسبز وشاداب علاقہ ہے اور یہاں پر مختلف قسم کی فصلیں کاشت ہوتی ہیں۔ انگور یہاں پر کثرت سے کاشت ہوتے ہیں اور ملک کے دوسرے علاقوں کو بھی بھیجے جاتے ہیں۔ اس کا ایک تہائی علاقہ جنگلات سے پُر ہے۔ یہاں پر انواع و اقسام کے پرندے پائے جاتے ہیں۔ صنعتی اعتبار سے بھی یہ علاقہ ترقی یافتہ ہے اور معدنیات بھی بڑی مقدار میں موجود ہیں۔ یہاں کی ایک تہائی آبادی کاشتکاری، مویشی بانی اور جنگلات سے منسلک ہے۔ جبکہ دیگر لوگوں کا پیشہ صنعت و حرفت اور تجارت ہے۔ حکیم محمد سعید نے ان کے طرزِ زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ یہاں کی سیر کے دوران میں وہ اِس علاقے کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ یہاں کی تہذیب و ثقافت اور اندازِ زندگی سے بھی کافی متاثر ہوئے۔

"ثقافتی قدروں کے اعتبار سے بھی اس کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ یہاں کے فرمانرواؤں نے ہمیشہ علوم و فنون اور ادب و شعر کو نوازا اور ان کے علمبر داروں کی قدر کی ہے۔۔۔ یہاں کے باشندوں میں امدادِ باہمی کا جو عمیق جذبہ ہمیشہ سے کار فرما رہا ہے، وہ اکثر مفید ثابت ہوا ہے۔"(6)

جرمنی کے علاقے میونک کے بارے میں تفصیلات فراہم کی ہیں۔ یہ علاقہ انیسویں صدی میں تہذیب و ثقافت اور اقتصادی ترقی کا مرکز بن گیا۔ بڑے بڑے فنکار، علما، مصنف، نغمہ ساز اس علاقے میں اکٹھے ہو گئے۔ شاندار تعمیرات ہوئیں۔ اس علاقے کی دلکشی اور رعنائی عروج پر پہنچ گئی۔ یہاں پر فنِ لطیف پروان چڑھا اور ہر طرف اس کے چرچے ہو گئے۔ یہ رونقیں، یہ رنگینیاں اب بھی اس علاقے کا حصہ ہیں۔ اس بارے میں مصنف لکھتے ہیں:

"شہر کے ایک علاقے شوابنگ میں فن کاروں، ادیبوں، شاعروں اور نغمہ سازوں نے اپنی بستی علیحدہ بسائی۔ ایک نئی زندگی کی راہ ہموار کی اور اپنی سادہ دلی کے مطابق لطف و نشاط کا ایک اچھوتا طریقہ اختیار کیا۔"(7)

انٹر نیشنل یونین فار ہیلتھ ایجوکیشن کے رکن کے طور پر حکیم محمد سعید نے جاپان کا سفر کیا۔ اس سفر کا احوال انہوں نے اپنے سفر نامے "سعید سیاح جاپان میں" میں درج کیا ہے۔ یہ سفر نامہ اپنے انداز کا منفرد سفر نامہ ہے جو قوم کے نونہالوں کے لیے لکھا گیا ہے۔ اس کی زبان سادہ مگر دلچسپ ہے۔ وہ بچوں کو پیار اور شفقت بھرے انداز میں نصیحت بھی کرتے ہیں، اچھے برے کی تمیز بھی سکھاتے ہیں، سیر کے مزے بھی کراتے ہیں اور ساتھ ہی اس علاقے کے بارے میں مکمل معلومات بھی فراہم کرتے ہیں۔ وہ خاص طور پر بار بار اپنے ملک کے حالات کا ذکر کرتے ہیں، یہاں کے دگرگوں حالات کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ نونہالوں کے دل میں وطن کی محبت کا جذبہ جاگے۔ اس کے ساتھ ہی جاپان کے لوگوں کی سوچ، اُن کے طرزِ زندگی، تہذیب و معاشرت اور محنت کی عادت کا حوالہ دیتے ہیں جو ان کی ترقی کا باعث ہے۔

"نونہالو! آج جاپان کا ہر فرد فخر کے ساتھ اپنی عظمت پر شکر گزار بنا ہوا ہے۔ اس کا دل مسرور ہے، خوش ہے۔ وہ آج آزاد ہے۔ وہ آج خوش حال ہے۔ آج جاپان دنیا کے ہر ملک کی مدد کر رہا ہے، ہر ملک کو امداد دے رہا ہے۔ یہ ہیں آزادی کی برکات۔"(8)

حکیم محمد سعید بچوں اور نوجوانوں کو قوم کا حقیقی سرمایہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے نونہالوں کے لیے ایک بہت بڑا ادبی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ ان کا سفر نامہ "سعید سیاح عمان میں" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ وہ اپنی تحریر میں بچوں کی دلچسپی کا بھی خصوصی خیال رکھتے ہیں۔ مختلف دلچسپ واقعات اور قصے کہانیوں کی شمولیت سے ان کی توجہ حاصل کرتے ہیں۔ ان کا انداز نونہالوں سے براہِ راست تخاطب کا ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ اپنے سفر کے دلچسپ حالات بتاتے جاتے ہیں۔ لیکن بنیادی مقصد اُن کی تعلیم و تربیت ہوتا ہے۔ اپنے ملک کی ناگفتہ بہ حالت کا بیان کرکے اسے

سدھارنے کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ساتھ ہی زیرِ سفر علاقوں کے اعلیٰ طرزِ زندگی پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اور مثال سامنے رکھتے ہیں۔

"نونہالو! عمان غریب ملک اُردن کا غریب دارالحکومت ہے۔ مگر یہاں کا ہر انسان اخلاق کی دولت سے مالا مال ہے۔ تہذیب و شرافت کی ثروت سے سرفراز ہے۔ انسانیت کی عظمت سے رفیع وبلند ہے۔"(9)

"سوئزرلینڈ میں میرے چند شب وروز" اپنے سفرنامے میں حکیم محمد سعید نے جنیوا، برن، زیورخ، شہروں کی سیر وسیاحت کا حال درج کیا ہے۔ اُن کے شرکائے سفر میں سعدیہ راشد، فاخرہ الیاس، مسز ایل اے ڈی سلوا شامل تھیں۔ زمانہ سفر 1975 ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی برن یونیورسٹی اور سوئس فاؤنڈیشن کی طرف سے انہیں تقریر کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنے اس سفرنامے میں یہاں کی تہذیب و ثقافت، تاریخ، زبان، جغرافیہ، تعلیم، سرکاری و غیر سرکاری ادارے اور لوگوں کے طرزِ زندگی کے بارے میں بھرپور معلومات دی ہیں۔ اس سفرنامے میں یہاں کے مختلف مقامات کی تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں جو سفر کے نقوش کو مزید واضح کرتی ہیں۔

سوئٹزرلینڈ کی زبان اپنی تہذیبی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں پر مختلف زبانیں رائج ہیں جو مختلف قوموں اور علاقوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ انگریزی زبان کو یہاں مقبولیت حاصل ہے لیکن یہاں کی مقامی زبانیں بھی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ قوم اس حوالے ایک خاص حکمتِ عملی رکھتی ہے۔ حکیم محمد سعید نے بڑی گہرائی سے اس کا جائزہ لیا ہے۔ حتیٰ کہ دفاعی اداروں میں بھی زبان کے اثرورسوخ اور استعمال کو وہ زیرِ بحث لائے ہیں۔

"باہر سے آنے والے ہمیشہ یہ دریافت کرتے ہیں کہ سوئزرلینڈ کی فوج میں کون سی زبان بولی جاتی ہے۔ عموماً قاعدہ یہ ہے کہ جس یونٹ سے واسطہ پڑتا ہے اس کے نوجوانوں کی جو بھی مادری زبان ہوتی ہے اس میں حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ فوجی یونٹ ایک زبان بولنے والوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جب کئی زبانیں بولنے والے اکٹھے ہو جائیں تو پھر احکامات کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔"(10)

حکیم محمد سعید زیرِ سفر علاقوں کے مذاہب پر بھی بات کرتے ہیں۔ ان کا یہ انداز معلوماتی ہوتا ہے۔ کسی بھی قوم کے مذہب کا اس کی تہذیب و معاشرت کے ساتھ براہِ راست تعلق ہوتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے جس کی وجہ سے مختلف مذاہب کے لوگ اپنے عقائد کے مطابق عبادات میں آزاد ہیں۔ یہاں پر زیادہ تر لوگ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دیگر مذاہب، جن میں یہودی، مسلمان وغیرہ شامل ہیں، اُن کی بھی کافی آبادی موجود ہے۔ اس کے علاوہ دہریے اور سوشلسٹ نظریات رکھنے والے بھی یہاں موجود ہیں۔

"ملک میں بولی جانے والی چار زبانوں کی طرح مذہبی عقائد رکھنے والوں کی اقسام بھی چار کہی جاسکتی ہیں۔ اگرچہ بعض مفکرین نے تمام باشندوں کو صرف دو مذاہب میں تقسیم کیا ہے، یعنی عیسائی اور یہودی۔ لیکن عیسائیوں کے فرقے ایک دوسرے سے اتنے مختلف ہیں کہ ان کو الگ الگ سمجھنا اور شمار کرنا ہی مناسب ہے۔"(11)

حکیم محمد سعید یورپ کی جس چیز سے بہت زیادہ متاثر نظر آتے ہیں وہ یہاں کے اصول و ضوابط کی پابندی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں نظم و ضبط نظر آتا ہے۔ یہی سلیقہ مندی ہی اُن کی ترقی کا اصل راز ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی زندگی بے حد سلجھے ہوئے انداز میں رواں دواں ہے۔ یہاں پر جو اصول بنا دیے گئے ہیں ان پر سب کاربند نظر آتے ہیں۔ حکیم محمد سعید جب ان کا موازنہ اپنے ملک سے کرتے ہیں تو انہیں بے حد دکھ ہوتا ہے۔ یہاں پر اصولوں کی پابندی کہیں نظر نہیں آتی۔ ان کی تحریر سے یہ خواہش واضح نظر آتی ہے کہ ان کا وطنِ عزیز بھی انہیں طور طریقوں کو اپنائے۔

"یہاں پابندی وقت کو زبردست اہمیت دی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہاں نظم و نسق قائم نہیں رہ سکتا۔ در حقیقت ایفائے عہد، پابندی وقت، قدرِ اوقات اور ایسے اصول اسلام کی بنیادی تعلیمات کے جزو ہیں جن کو ہم نے بلکہ سارے عالمِ اسلام نے نظر انداز کر رکھا ہے اور اہلِ پاکستان نے تو شاید ان کے بر خلاف عمل کرنے کی قسم کھائی ہے۔"(12)

1979 کے سفر کی روداد حکیم محمد سعید نے "شب و روز" کے نام سے شائع کی۔ یہ سفر انہوں نے دمشق، حمص، حلب اور جدہ کے شہروں کا کیا۔ مقصد طبی کانفرنسوں میں شرکت تھا۔ زیادہ تر اندراج طب سے متعلق معلومات کا ہے۔ زیرِ سفر علاقوں کے معاشرتی و تہذیبی حالات کو بھی ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ خاص طور پر لوگوں کی معاشی صورت حال کو سامنے لائے ہیں کیونکہ کسی معاشرے کی خوش حالی کے لیے اس کی معیشت کا مضبوط ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس معاشرتی پہلو کو حکیم محمد سعید نے ہر جگہ مدِ نظر رکھا ہے اور اس حوالے سے بھرپور معلومات حاصل کر کے اپنے سفر نامے میں شامل کی ہیں۔

"جدید حلب ایک بہت بڑا تجارتی شہر ہے۔۔۔ اس کی بڑی صنعتوں میں ریشم سازی، پارچہ بافی، کپڑے پر چھپائی، چرم سازی اور اون کی کتائی شامل ہیں۔ اس وقت یہاں کی زرعی پیداوار میں گیہوں، باجرہ، چاول، تل، انگور، کھجور اور خشک میوے شامل ہیں جو مقامی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ تجارتی اعتبار سے بھی اہمیت رکھتے ہیں۔"(13)

ان اسلامی ممالک کے سفر کے دوران میں مصنف نے خاص طور پر اسلامی اقدار اور روایات کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ جس علاقے میں گئے وہاں کے علما سے خصوصی طور پر ملاقاتیں کیں۔ لوگوں کے جذبہ ایمانی کے حوالے سے معلومات اور مشاہدات اکٹھے کیے۔ اکثر مقامات پر وہ اس کا موازنہ اپنے ملک سے کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ شام کے سفر کے دوران میں ایک مقام پر اہلِ علاقہ کی مذہبی سوچ سے بہت متاثر ہوئے، جب انہوں نے ایک مشہور نائٹ کلب کو خرید کر وہاں مسجد بنا دی۔ اس قسم کے مذہبی جذبات کی مثالیں مختلف مقامات پر انہیں ملیں جس کی داد دیے بغیر وہ نہ رہ سکے۔

"بڑی دل چسپ اور مقوی قلب و روح بات یہ کہ اس پاش آبادی میں ایک بڑا نائٹ کلب ہے۔ نام ہے: مون تانا۔ یہاں کے لوگوں نے کافی خطیر رقم خرچ کر کے اس نائٹ کلب کو خرید لیا ہے اور اسے مسجد میں تبدیل کر دیا ہے۔ نام جامع الفرقان رکھا گیا ہے۔ ایک بڑا بلند مینار بھی تعمیر کرادیا گیا ہے۔ میں اس سے بڑا متاثر ہوا ہوں۔"(14)

"کوریا کہانی" میں شمالی کوریا اور چین کے سفر کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ یہ سفر مصنف نے اپریل 1983 میں کیا جو دس روز کے عرصے پر مشتمل تھا۔ ان کے شریکِ سفر ان کی بیٹی سعدیہ راشد تھیں۔ یہ سفر حکیم محمد سعید نے مشیر پاکستان برائے طب شمالی کوریا، کیا۔ اپنے اس سفر نامے میں انہوں نے کوریا کے عوامی جذبے، کوریائی رہنماؤں کے قومی اخلاص اور کوریائی قوم کو درپیش مسائل کو بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہاں کے نظامِ تعلیم، طب اور سیاست کو بھی موضوع بنایا ہے۔ زیرِ سفر علاقوں کی تہذیب و ثقافت اور معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اُن کے دیگر سفر ناموں کی طرح یہ سفر نامہ بھی ڈائری کے انداز میں لکھا گیا ہے۔

وہ جب کسی ملک میں جاتے ہیں تو وہاں کے لوگوں کی ترقی کی وجوہات کا ضرور کھوج لگاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کو بھی ترقی کرتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں جس کی تنزلی کا اُن کو احساس ہے۔ چنانچہ اپنے چین کے سفر کے دوران میں چینی قوم کی جفاکشی سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

"مجھے وہاں جفاکشی نظر آئی جو چینیوں کا مزاج ہے۔ چین کو دعوائے امارت کبھی نہیں رہا۔ مگر اس کا طرہ امتیاز ہے کہ اس نے اپنی غربت میں اپنی خودی کا کوئی سودا کبھی نہیں کیا۔ افلاس نے اس سے اس کی خود اعتمادی نہیں چھینی اور چین کا ہر فرد وطن کی تعمیر میں لگ گیا۔"(15)

اپنے سفر نامے میں حکیم محمد سعید نے کوریا کی تاریخ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ قوم جو ظلم و ستم سہتی رہی ہے وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ لیکن پھر عظیم کوریائی لیڈروں نے اس قوم کو سنبھالا۔ کم ال سنگ اور دیگر لیڈرز کی طویل تقاریر اس سفر نامے کا حصہ ہیں۔ وہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ کس طرح ایک قوم میں قومی جذبہ ابھارا جاتا ہے۔ کوریائی قوم کی قسمت کو بدلنے میں ان رہنماؤں کا بہت بڑا کردار ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کوریائی انقلاب کی جنگ لڑی ہے اور اپنی قوم کو انقلاب کے لیے تیار کیا ہے۔ یہ لوگ بحیثیت قوم زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کر رہے ہیں اور ان کی ترقی کی بے شمار مثالیں اس سفر نامے کا حصہ بنائی گئی ہیں۔ یہ قوم کس طرح ایک قومی جذبے کے تحت تعلیم و تربیت حاصل کر رہی ہے اور ترقی کی راہیں طے کر رہی ہے۔ سفر نامہ نگار نے ایک ایک پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔

"آج اتوار ہے اور ہم نے یہ دیکھا کہ اسکول کے طلبہ و طالبات اپنے اساتذہ کے ساتھ بہ تعدادِ کثیر یہاں موجود ہیں۔ عجائب گھر میں داخلے سے پہلے ان کو بذریعہ لیکچر حالات بتائے جاتے ہیں اور پھر جب وہ عجائب گھر کو دیکھتے ہیں تو ہر چیز ان کے ذہن نشین ہو جاتی ہے۔"(16)

کوریائی قوم نے اپنی تعمیرِ نو کے لیے بہت قربانیاں دی ہیں۔ جب یہ قوم ایک بار ابھر کر آئی ہے تو ہر فن میں کمال حاصل کر لیا ہے۔ کیلی گرافی میں یہ اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ شیشے جوڑنے کا کام ان پر بس ہے۔ فنِ کوزہ گری میں یہ لوگ بے مثال ہیں۔ یہ تمام چیزیں کوریا کی جدید ثقافت کے رنگوں کو نمایاں کرتی ہیں۔ کوریا کی موجودہ تہذیب انہیں رنگوں سے مزین ہے۔ ان کی ان فنکارانہ صلاحیتوں کے اثرات دوسری دنیا، خاص طور پر جاپان تک بھی پہنچ رہے ہیں۔ یہ قوم اپنے فن کا لوہا منوا چکی ہے۔ ان تمام فنی کمالات کے پیچھے کوریا کی قدیم فنی روایات بھی کارفرما تھیں جن کے آثار وہاں کے عجائب گھروں میں موجود ہیں۔ حکیم محمد سعید اس کا ذکر کرتے ہیں:

"کوریا کا فنِ کوزہ گری بھی درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس زمانے کے برتن مکمل تناسب کا شاہکار ہونے کے علاوہ متنوع اور حسین و جمیل صورتوں کے حامل ہیں۔ شوخ رنگوں میں نازک اور نفیس نقاش ان کا طرہ امتیاز ہیں۔"(17)

"ماہِ سعید" یکم اگست 1986 تا 5 ستمبر 1986 کے زمانہ سفر پر مشتمل سفر نامہ ہے جس میں مصنف نے برطانیہ اور جرمنی کے حالاتِ سفر کو بیان کیا ہے۔ ان ممالک میں مصروفیات، لوگوں سے ملاقاتیں، لائبریریوں اور مختلف اداروں کے بارے میں معلومات درج کی گئی ہیں۔ سفر نامے کا انداز بیانیہ ہے اور حسبِ سابق سفر نامہ نگار ان علاقوں کے تہذیبی و معاشرتی حالات اور تاریخی پس منظر کو ساتھ ساتھ بیان کرتے جاتے ہیں۔

حکیم محمد سعید برطانیہ کے فلاحی نظام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ برطانوی حکومت ہر سطح پر اپنے عوام کی خبر گیری کرتی ہے۔ حکیم محمد سعید اس حوالے سے اپنے ملک سے بھی موازنہ کرتے ہیں جو اسلامی ملک ہے اور اسلام نے ہمیشہ فلاحی ریاست کی بات کی لیکن یہ چیزیں وہاں نام کو بھی نہیں ملتیں۔ برطانیہ میں حکومت معذور افراد کے لیے خصوصی سہولیات اور وظائف کا بندوبست کرتی ہے۔ بے روزگار افراد کے لیے الاؤنس مقرر کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ نومولود کے لیے بھی خصوصی رقم مختص کی جاتی ہے۔ حکیم محمد سعید برطانوی معاشرے کی تمام اچھائیوں کو نوٹ کرتے جاتے ہیں اور اپنے سفر نامے کا حصہ بناتے جاتے ہیں۔

"میں نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی لکھتا ہوں کہ میں یہاں کی وہ اچھائیاں نوٹ کر رہا ہوں کہ جن سے میں متاثر ہو رہا ہوں۔ اب ذرا نونہال الاؤنس پر غور فرمایئے۔ برطانیہ میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کا فوراً پانچ پاؤنڈ فی ہفتہ الاؤنس مقرر ہو جاتا ہے۔"(18)

حکیم محمد سعید کا روس کا سفر نامہ "ماہ و روز" ہے جس میں جمیل الدین عالی ان کے ہم سفر تھے۔ زمانہ سفر 14 اپریل 1978 تا 23 اپریل 1978 تھا۔ یہ سفر عالمی کانفرنس میں شرکت کے لیے کیا گیا۔ مصنف نے مختلف تعلیمی اور دیگر اداروں کی سیر کی اور ان کے بارے میں معلومات اپنے سفر نامے میں درج کی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہاں کی تہذیب کو واضح کیا ہے۔ مختلف تقاریب میں شرکت کی روداد بھی سفر نامے کا حصہ ہے۔ اس سفر نامے میں روس کی سائنسی ترقی کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ مثلاً اس وقت روس کے سائنسدانوں نے حیران کن طریقے سے مصنوعی دل تیار

کر لیا جو انسانی جسم میں پیوند کر کے اصلی دل کی طرح کے نتائج حاصل کیے جا سکے۔ روس میں عوام کو سہولیات دینے کی طرف جو حکومتی رجحان ہے اس کی بھی مصنف نے تصویر کشی کی ہے۔

"اس وقت یونین میں مکان کا اوسط کرایہ جس میں بجلی، پانی، گیس، سردیوں میں مکان گرم رکھنے اور غلیظ پانی کی نکاسی کا اہتمام شامل ہے، کنبے کے بجٹ کے پانچ یا چھ فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا۔"(19)

اپنے سفر نامے "یورپ نامہ" میں حکیم محمد سعید نے ترکی، یوگوسلاویہ، آسٹریا اور سوئٹزرلینڈ کے حالتِ سفر بیان کیے جس میں ان کے بھائی عبد الحمید ان کے شریکِ سفر تھے۔ اس سفر نامے میں بھی وہاں کی علمی، ادبی، تہذیبی، ثقافتی، تعلیمی، طبی معلومات کو جگہ دی ہے۔ وہ ان علاقوں کی معاشرتی زندگی کو واضح کرتے ہیں۔ وہاں عوام کے مسائل، ان کو میسر سہولیات اور انتظامات کو بھی زیرِ بحث لاتے ہیں۔ یوگوسلاویہ کا ذکر کیا تو وہاں کے لوگوں کے عقائد، معاشی کیفیت، ان کی دلچسپیاں بیان کیں اور ان کی معاشرتی زندگی کو موضوع بنایا۔

"ان لوگوں کی معاشرتی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اکثریت اب بھی ناخواندہ اور حفظِ صحت کے جدید اصولوں سے ناواقف ہے۔ کیونکہ ان پہلوؤں پر توجہ دینے کا کام حال ہی میں شروع ہوا ہے۔"(20)

حکیم محمد سعید کے سفر ناموں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ان کے سفر ناموں کو معلوماتی سفر نامے کہا جا سکتا ہے۔ وہ جس ملک میں گئے اس کے بارے میں بھرپور تحقیق کی اور اپنی حاصل کردہ معلومات کو درج کرتے گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے زندگی کے تمام شعبوں کو دیکھا بھالا، معاشرتی رویوں کو جانچا، تہذیب و ثقافت کو پرکھا اور اپنے مشاہدات اور تاثرات کو اپنے سفر ناموں کا حصہ بنایا۔ ان سفر ناموں کو لکھے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے اور اب دنیا بہت آگے جا چکی ہے، پھر بھی یہ سفر نامے دنیا بھر کے ممالک کے بارے میں معلومات کا ایک قابلِ قدر ذخیرہ ہیں اور ان معاشروں کو سمجھنے میں بہترین معاونت کر سکتے ہیں۔ اپنی انہیں خصوصیات کی بنا پر حکیم محمد سعید کے سفر نامے اُردو سفر نامہ نگاری کی صنف میں نمایاں مقام کے حامل ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 خالد محمود، اُردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ، دہلی، مکتبہ جامعہ، 2011، ص 255

2 محمد سعید، حکیم، ایک مسافر چار ملک، کراچی، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، 1987، ص 181

3 ایضاً، ص 209

4 ایضاً، ص 236

5 محمد سعید، حکیم، جرمنی نامہ، لاہور، مکتبہ جدید، 1966، ص 21

6 ایضاً، ص 27

7 ایضاً، ص 21

8 محمد سعید، حکیم، سعید سیاح جاپان میں، کراچی، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، 1995، ص 21

9 محمد سعید، حکیم، سعید سیاح عمان میں، کراچی، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، 1993، ص 22

10 محمد سعید، حکیم، سوئزر لینڈ میں میرے چند شب و روز، کراچی، ہمدرد اکیڈمی پاکستان، 1980، ص 26

11 ایضاً روز، ص 30

12 ایضاً، ص 91

13 محمد سعید، حکیم، شب و روز، کراچی، ہمدرد اکیڈمی پاکستان، 1979، ص 49

14 ایضاً، ص 52

15 محمد سعید، حکیم، کوریا کہانی، کراچی، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، 1993، ص 23

16 ایضاً، ص 164

17 ایضاً، ص 180

18 محمد سعید، حکیم، ماہ سعید، کراچی، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، 1987، ص 160

19 محمد سعید، حکیم، ماہ و روز، کراچی، ہمدرد اکیڈمی پاکستان، 1980، ص 147

20 محمد سعید، حکیم، یورپ نامہ۔ جلد اول، کراچی، ہمدرد اکیڈمی پاکستان، 1960، ص 301